تقویٰ: اُخروی محاسبے کا خوف

مدرّس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :

((اِشْتَرٰی رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا فَوَجَدَ الَّذِی اشْتَرَی الْعَقَارَ فِیْ عَقَارِہٖ جَرَّۃً فِیْھَا ذَھَبٌ، فَقَالَ لَہُ الَّذِی اشْتَرَی الْعَقَارَ: خُذْ ذَھَبَکَ، اِنَّمَا اشْتَرَیْتُ مِنْکَ الْاَرْضَ وَلَمْ اَشْتَرِ الذَّھَبَ، وَقَالَ الَّذِیْ لَہُ الْاَرْضُ :اِنَّمَا بِعْتُکَ الْاَرْضَ وَمَا فِیْھَا، فَتَحَاکَمَا اِلٰی رَجُلٍ، فَقَالَ الَّذِیْ تَحَاکَمَا اِلَیْہِ : اَلَکُمَا وَلَدٌ؟ قَالَ اَحَدُھُمَا: لِیْ غُلَامٌ، وَقَالَ الْآخَرُ :لِیْ جَارِیَۃٌ قَالَ :اَنْکِحَا الْغُلَامَ الْجَارِیَۃَ وَاَنْفِقَا عَلٰی اَنْفُسِھِمَا مِنْہُ، فَتَصَدَّقَا))(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’(دورِ گزشتہ میں) ایک شخص نے دوسرے سے ایک زمین خریدی! اس زمین میں خریدار کو ایک برتن ملا جس میں سونا تھا۔ وہ اسے لے کر زمین بیچنے والے کے پاس گیا اور کہنے لگا: میاں اپنا یہ سونا سنبھالو‘ میں نے تو صرف زمین خریدی تھی‘ تم سے سونا نہیں خریدا تھا۔ زمین بیچنے والے نے جواب دیا: بھائی میں نے تم کو زمین اور جو کچھ اس کے اندر تھا‘ سب بیچ دیا تھا۔ میں یہ سونا نہیں لیتا۔ دونوں اس معاملہ کو ثالث کے پاس لے گئے۔ ثالث نے پوچھا تم دونوں کے ہاں کوئی اولاد بھی ہے؟ ایک نے کہا: ہاں میرے ہاں لڑکا ہے‘ دوسرے نے کہا: میرے ہاں لڑکی ہے! ثالث نے فیصلہ کر دیا کہ دونوں کی شادی کر دو اور یہ سونا ان دونوں پر خرچ کر دو۔ چنانچہ ان دونوں نے اسے صرف کیا۔‘‘

اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں۔ ان کا اصل نام عمیر‘ عبداللہ یا عبدالرحمٰن ہے‘ مگر یہ اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ یہ اپنے پاس بلّی کا ایک بچہ رکھتے تھے۔ ہریرہ بلی کے بچے کو کہتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ نے ۳۰ سال کی عمر میں ۷ھ میں اسلام قبول کیا۔ وہ اصحابِ صُفّہ میں شامل رہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چار سال سے بھی کم وقت گزارا کہ آپؐ کی وفات ہوگئی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی احادیث کی تعداد ہر دوسرے صحابی سے زیادہ ہے۔ ان سے مروی احادیث میں ۳۲۵ احادیث تو متفق علیہ ہیں۔ اتنی زیادہ احادیث روایت کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ایمان لانے کے بعد آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے‘ یہاں تک کہ آپؐ کی وفات ہوگئی۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ میں جو سنتا ہوں بھول جاتا ہوں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: جب

☆ بخاری و مسلم بحوالہ ریاض الصالحین

میں بات کروں تو تم اپنا جبّہ پھیلا دیا کرو اور جب ختم کروں تو اسے اپنے اوپر لپیٹ لیا کرو۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور پھر وہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی کوئی بات نہیں بھولے۔

حدیث کے بیان کے مطابق ایک شخص نے دوسرے آدمی سے زمین خریدی۔ جب اُس نے زمین کو کھودا تو اس میں سے ایک برتن برآمد ہوا جس میں سونا تھا۔ جس شخص کو وہ سونا ملا اُس نے زمین بیچنے والے سے کہا کہ میں نے جو زمین تم سے خریدی ہے اس میں سے یہ برتن ملا ہے جس میں سونا ہے۔ یہ برتن اور اس میں جو سونا ہے وہ آپ کا ہے یہ لیجئے۔ زمین بیچنے والے نے کہا کہ یہ سونا تمہارا ہی ہے' میں نے آپ کو زمین بیچی تھی اور اس میں جو کچھ بھی تھا وہ تمہارا ہے۔ خریدار نے کہا نہیں میں صرف زمین کا مالک ہوا ہوں اس سونے کا نہیں۔ دونوں میں گفتگو ہوتی رہی' کوئی بھی وہ سونا لینے کو تیار نہ تھا۔ چنانچہ وہ دونوں کسی تیسرے آدمی کے پاس پہنچے اور اُسے صورت حال بتائی۔ ہر ایک نے یہ کہا کہ یہ سونا میرا نہیں دوسرے کا ہے۔ جب تیسرے آدمی نے ساری بات سن لی تو کہا تمہارے ہاں کوئی اولاد ہے؟ ایک نے کہا میرا ایک بیٹا ہے۔ دوسرے نے کہا میری ایک بیٹی ہے۔ اس پر تیسرے آدمی نے کہا کہ ایسا کرو کہ لڑکے کی شادی اس لڑکی سے کردو اور سونا ان کو دے دو۔

حدیث میں جن دو آدمیوں کا ذکر ہے اُن کا تقویٰ دیکھئے' ہر ایک دوسرے کو بخوشی زمین سے نکلنے والا مال دے رہا تھا مگر کوئی لینے کو تیار نہیں تھا' بلکہ دوسرے کو دینا چاہتا تھا۔ ہر ایک پر خدا کا خوف طاری تھا اور وہ اخروی محاسبے سے ڈر رہا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ میں سونا لے لوں مگر یہ میرا نہ بنتا ہو' اس شبہ کی بنا پر دونوں میں سے کوئی بھی وہ اسے قبول نہیں کر رہا تھا۔ حدیث میں ہے: ''جو بات تمہیں شک میں مبتلا کرے اسے ترک کردو اور جس میں کوئی شک وشبہ نہ ہو اُسے اختیار کرو۔'' (سنن ترمذی' عن حسن بن علیؓ)

دونوں نے اس مال کی ملکیت کو مشکوک جانا اور لینے سے انکار کیا۔ حدیث میں ہے: ''حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے' لیکن ان دونوں کے مابین کچھ مشتبہات ہیں جن کے بارے میں کچھ شک سا ہو جاتا ہے۔ اکثر لوگ ان کو نہیں جانتے۔ پس جس شخص نے شبہ والی چیز کو چھوڑ دیا اُس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا۔'' (صحیح بخاری' عن سیدنا نعمان بن بشیرؓ) دونوں نے سونے کی ملکیت کو اپنے لیے مشکوک سمجھا۔

حدیث میں مذکور دونوں افراد اس سونے کو اپنی ملکیت میں لینے کو تیار نہیں تھے۔ ہر ایک کو خوف تھا کہ اگر میں نے اسے لے لیا اور مجھ سے محاسبہ ہو گیا تو کیا بنے گا۔ حالانکہ ایک دوسرے کو بطیب خاطر لینے پر مجبور کر رہا تھا۔ تقویٰ اسی چیز کا نام ہے کہ انسان ہر وقت اور ہر کام میں اللہ کا خوف رکھے اور کوئی نافرمانی کا کام نہ کرے اور ہر اس کام سے بچے جس کے جائز یا ناجائز ہونے میں شبہ ہو۔

سود حرام ہے۔ آج کل بینکوں کا نظام سود پر چل رہا ہے۔ بعض لوگ اس سود کو حرام نہیں سمجھتے' مگر صاف ظاہر ہے یہ معاملہ مشتبہ ہے' لہٰذا اس کو چھوڑ دینے میں ہی عافیت ہے۔ اسی طرح کوئی بھی کام جس میں جائز یا ناجائز ہونے میں مختلف آراء ہوں ان کا چھوڑ دینا ہی مناسب ہے۔

یہ تو حال ہے شبہ والی بات کا۔ لیکن جو شخص نا جائز طور پر کسی دوسرے کا مال چھین لے‘ چوری کر لے یا دھوکے سے لے لے وہ کیسا مسلمان ہے اور اس کے ایمان کا کیا حال ہے؟ قرض کا لین دین تو جائز ہے۔ قرض لینے والا جس سے قرض لیتا ہے وہ ایک مدت تک کے لیے بطیب خاطر قرض دیتا ہے۔ لینے والا بھی اپنی ضرورت کے لیے لیتا ہے۔ مگر مقروض کے لیے لازمی ہے کہ وہ جلد از جلد اپنا قرضہ ادا کرے‘ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ بیشک مجاہد فی سبیل اللہ شہید بھی ہو جائے تو اُس کی بخشش نہ ہو گی جب تک اُس کے ذمہ قرض ہو گا۔ یہی حال دوسرے حقوق العباد کا ہے۔

اس حدیث کے ذریعے رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لوگوں کو واضح کر رہے ہیں کہ ہر حق دار کو حق ادا کرنا نہایت ضروری ہے‘ اگر کسی کا حق اپنے اوپر ہو لیکن مشتبہ ہو تو بھی اس حق کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے‘ تا کہ مرتے وقت اپنا دامن دوسروں کے حقوق سے پاک ہو۔

❁❁❁

بقیہ: حرفِ اوّل

چنانچہ انہوں نے سنہ ۲۰۰۸ء سے اس قرآن کالج (حالیہ ’’کلیۃ القرآن‘‘) میں علم دین کا وہ نصاب بعض اضافوں کے ساتھ جاری کیا جو دینی مدارس میں ’درسِ نظامی‘ کے نام سے جانا جاتا ہے‘ اور جس کی قدرے وضاحت اوراقِ سابقہ میں کی جا چکی ہے۔ چنانچہ اب اس ادارے میں عصری علوم اور علومِ دینیہ کا وہ امتزاج قائم ہے جو اپنی نوعیت میں بالکل منفرد ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے پورے دو برس اس نظامِ تعلیم کی سرپرستی فرمائی اور متعدد بار طلبہ و اساتذہ سے خطاب فرمایا۔ انہیں اس امتزاجی نصابِ تعلیم سے بہت امیدیں تھیں کہ اس طور سے تعلیم یافتہ نسل احیائے دین کے مقاصد کو بہتر انداز سے سمجھ بھی سکے گی اور درست سمت میں پیش قدمی ممکن ہو سکے گی۔

یہ امر مسلّم ہے کہ انسانی کاوشیں بہرحال بہتری کے امکانات اور تعمیری تنقید کی ضرورت سے مستغنی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت ایک مختلف شے ہے جس کے لیے خلوص و اخلاص اوّلین شرط ہے‘ البتہ آگے بڑھنے کے لیے تعمیری اور مثبت سوچ از بس ضروری ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کارِ خیر میں ہونے والی جملہ مساعی کو نتیجہ خیز بنائے اور اپنے خصوصی فضل و کرم سے انہیں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

> اپنے ذاتی اوقات میں سے کم از کم نصف گھنٹہ نکال کر
> ’’بیان القرآن‘‘ کے ترجمہ و ترجمانی کا ضرور مطالعہ کریں‘
> آپ یقیناً مستفید ہوں گے۔ (ان شاء اللہ!)